بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
دفتر مجلس انصار اللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب)

❖ جنگِ بدر کے حوالے سے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور تاریخ کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

❖ مشرق وسطیٰ میں جنگی حالات کے پیش نظر مکرر خصوصی دعاؤں کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17/ نومبر 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ، اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ خطبے کے آخر پر آنحضرت ﷺ کی سیرت کے ضمن میں جو تاریخ بیان ہو رہی تھی اس میں فرات بن حیان کے قبول اسلام کا ذکر ہوا تھا اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ وہ گرفتار ہو کر قیدیوں میں تھا۔ غزوہ بدر کے روز بھی وہ زخمی ہوا تھا لیکن کسی طرح قید سے بھاگ نکلا تھا۔ حضرت ابو بکرؓ اُسے دیکھتے ہی کہنے لگے کہ اب تو اپنے طرز عمل کو بدلو اور مسلمان ہو جاؤ۔ اس پر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چل پڑا اور ایک انصاری دوست کے پاس سے گزرتے ہوئے کہنے لگا کہ میں مسلمان ہوں۔ اُس انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو کہا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اب اگر یہ کہتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا ہے تو پھر یہ اس کا اور اللہ کا معاملہ ہے اور اس بات پر نبی کریم ﷺ نے اسے رہا کر دیا۔

واقعات میں ایک ذکر سریہ حضرت زید بن حارثہؓ کا ہے جو جمادی الآخر ۳/ ہجری میں قَرَدَہ کے مقام پر بھیجا گیا تھا۔ اس واقعہ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں لکھا ہے کہ بنو سلیم اور بنو غطفان کے حملوں سے کچھ فرصت ملی تو مسلمانوں کو ایک اور خطرہ کے سدباب کے لیے وطن سے نکلنا پڑا۔ اب تک قریش اپنی تجارت کے لیے حجاز کے ساحلی راستے سے شام کی طرف جاتے تھے لیکن انہوں نے یہ راستہ ترک کر دیا کیونکہ اس علاقہ کے قبائل مسلمانوں کے حلیف بن چکے تھے۔ اس لیے انہوں نے نجدی راستہ اختیار کر لیا جو عراق کو جاتا تھا اور جس کے آس پاس مسلمانوں کے جانی دشمن قبائل سلیم و غطفان آباد تھے۔ چنانچہ جمادی الآخر کے مہینے میں آنحضرت ﷺ کو اطلاع موصول ہوئی کہ قریش کا ایک قافلہ نجدی راستے سے گزرنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خبر کے ملتے ہی زید بن حارثہؓ کی سرداری میں اپنے اصحاب کا

ایک دستہ روانہ فرمادیا۔ زیدؓ نے نہایت ہوشیاری سے اپنے فرض کو ادا کیا اور نجد کے مقام قَرَدَہ میں ان کو جا دبایا۔ اس اچانک حملے سے گھبرا کر قریش کے لوگ مال و متاع چھوڑ کر بھاگ گئے۔ زید بن حارثہؓ اور ان کے ساتھی کثیر مالِ غنیمت کے ساتھ بانیلِ مرام واپس مدینے آگئے۔

ایک واقعہ کعب بن اشرف کے قتل کا ہے جو مدینے کے سرداروں میں سے تھا اور آنحضرت ﷺ کے معاہدے میں شامل تھا۔ بعد میں اس نے فتنہ پھیلانے کی کوشش کی جس کے بعد آنحضرت ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ بخاری میں درج ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کعب سے کون نمٹے گا؟ اُس نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو سخت دکھ دیا ہے۔ محمد بن مسلمہؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں اُسے مار ڈالوں گا۔ وہ ایک عذر بنانے کی خاطر کعب کے پاس آئے اور کہا کہ محمد ﷺ ہم سے صدقہ مانگتے ہیں اور ہمیں مشقت میں ڈال دیا ہے۔ میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم سے اُدھار لوں۔ کعب نے کہا کہ وہ دن دُور نہیں جب تم اس شخص سے بیزار ہو کر اُسے چھوڑ دوگے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ ہم نے اُس کی پیروی اختیار کرلی ہے اس لیے ہم اُسے نہیں چھوڑ سکتے۔ کعب نے کہا کہ پھر اپنی عورتیں یا بیٹے میرے پاس رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ یہ ناممکن ہے البتہ ہم اپنی زرہیں رہن رکھ سکتے ہیں۔ اس پر کعب راضی ہوگیا۔ جب رات ہوئی تو یہ واپس کعب کے مکان پر پہنچے اور اُسے اُس کے گھر سے نکالا اور نہایت پُھرتی کے ساتھ اُس کو قابو کرکے اُسے قتل کردیا۔

اس کی مزید تفصیل شرح بخاری شرح عمدۃ القاری میں یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جب کعب پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا تو ان کے ایک ساتھی حضرت حارث بن اوس کو تلوار کی نوک لگی اور وہ زخمی ہوگئے۔ اپنے ساتھیوں کی تلوار کی نوک سے زخمی ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کے ساتھی انہیں اٹھا کر تیزی سے مدینہ پہنچے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت حارث بن اوس کے زخم پر اپنا لعاب لگایا اور اس کے بعد انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ جب کعب کے قتل کی خبر مشہور ہوئی تو یہودیوں کے ایک وفد نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ ہمارا سردار اس طرح قتل کر دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اجمالاً ان کو کعب کی عہد شکنی، تحریک جنگ، فتنہ انگیزی، فحش گوئی اور اپنے متعلق اُس کی سازش قتل وغیرہ کی کارروائیاں یاد دلائیں جس پر یہ لوگ ڈر کر خاموش ہوگئے اور اُن کی رضامندی کے ساتھ آئندہ کے لیے ایک نیا معاہدہ لکھا گیا۔ یہود نے فتنہ و فساد کے طریقوں سے بچنے کا از سر نو وعدہ کیا۔

تاریخ میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ اس کے بعد یہودیوں نے کبھی کعب بن اشرف کے قتل کا ذکر

کر کے مسلمانوں پر الزام قائم کیا ہو کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے تھے کہ کعب اپنی مستحق سزا کو پہنچا ہے۔
بعض مؤرخین اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے یہ ایک ناجائز قتل کروایا لیکن واضح ہو کہ یہ ناجائز قتل نہیں تھا کیونکہ کعب بن اشرف آنحضرت ﷺ کے ساتھ باقاعدہ امن کا معاہدہ کر چکا تھا اور مسلمانوں کے خلاف کارروائی کرنا تو درکنار رہا اُس نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ بیرونی دشمن کے خلاف مسلمانوں کی امداد کرے گا اور مسلمانوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے گا لیکن اُس نے مسلمانوں سے غداری کی اور مدینہ میں فتنہ و فساد کا بیج بو کر جنگ کی آگ مشتعل کرنے کی کوشش کی اور آنحضرت ﷺ کے قتل کے منصوبے کیے۔ اس کے جرموں کا مجموعہ ایسا تھا کہ اس کے خلاف یہ تعزیری قدم اُٹھایا گیا۔ چنانچہ آج کل کے مہذب کہلانے والے ممالک میں بغاوت، عہد شکنی، اشتعال، جنگ اور سازش کے مجرموں کو سزا دی جاتی ہے تو پھر اعتراض کس چیز کا؟ پھر آج کل فلسطین اور اسرائیل کے درمیان اس سے بھی بڑھ کر ہو رہا ہے جو کسی لحاظ سے جائز بھی نہیں۔
دوسرا سوال خاموشی سے اس کے قتل کے طریق کا ہے۔ عرب میں اُس وقت ہر شخص اور قبیلہ آزاد اور خود مختار تھا۔ ایسی صورت میں وہ کون سی عدالت تھی جہاں کعب کے خلاف مقدمہ دائر کر کے باقاعدہ قتل کا حکم حاصل کیا جاتا؟ معاہدہ کی رُو سے آنحضرت ﷺ کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جملہ تنازعات اور اُمورِ سیاسی میں جو فیصلہ مناسب خیال کریں صادر فرمائیں۔ پس اگر آپؐ نے ملک کے امن کے مفاد میں کعب کی فتنہ پردازی کی وجہ سے اُسے واجب القتل قرار دیا تو کسی کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آپؐ کے فیصلہ پر عدالت اپیل بن کر بیٹھے۔ خصوصاً جبکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ خود یہود نے کعب کی اس سزا کو اُس کے جرموں کی روشنی میں واجبی سمجھ کر خاموشی اختیار کی اور اس پر اعتراض نہیں کیا۔
حضور نے فرمایا اس عرصہ میں حضرت حفصہؓ کی دوسری شادی بھی ہوئی جو حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں۔ وہ ایک مخلص صحابی خنیس بن حذافہؓ کے عقد میں تھیں جو جنگ بدر سے واپس آکر ایک بیماری سے جانبر نہ ہو سکے اور وفات پا گئے۔ حضرت حفصہؓ کے خاوند کی بے وقت موت کے صدمہ کی وجہ سے جو اُن کو پہنچا تھا اور حضرت عمرؓ سے تعلقات کو مضبوط کرنے اور حضرت حفصہؓ کے لکھنے پڑھنے کی خصوصیت کی بنا پر دعوت تبلیغ اور تعلیم کا کام وسیع پیمانے پر کرنے کی مصلحت سے آنحضرت ﷺ نے شعبان ۳/ ہجری میں ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت حفصہؓ کی وفات کم و بیش تریسٹھ سال کی عمر میں ۴۵/ ہجری میں ہوئی۔
۲/ ہجری کے واقعات میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا ذکر گزر چکا ہے۔ اُن کے ہاں رمضان ۳/ ہجری میں یعنی نکاح کے دس ماہ بعد ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام آنحضرت ﷺ نے حسنؓ رکھا اور

جن کے متعلق ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ میرا یہ بچہ سیّد یعنی سردار ہے اور ایک وقت آئے گا کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ چنانچہ اپنے وقت پر یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔

حضور انور نے خطبہ کے اختتام پر فلسطین کے مسلمانوں کیلئے دعا کی مکرر تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

جیسا کہ میں کئی خطبوں سے فلسطینیوں کے لیے دعا کا ذکر کر رہا ہوں، آج بھی اسی بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ دعائیں جاری رکھیں۔ اب تو ظلم کی انتہا ہوتی جا رہی ہے۔ حماس سے جنگ کے نام پر معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں، بیماروں کو مارا جا رہا ہے۔ ہر قسم کے جنگی اصول و ضوابط کو اس نام نہاد مہذب دنیا نے پس پشت ڈال دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کو بھی سمجھ دے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بہتر (72)، تہتر (73) سال پہلے یہ تنبیہ کی تھی کہ مسلمانوں کو ایک ہونا چاہیے۔ وہ فیصلہ کریں کہ اگر ایک نہ ہوئے تو ایک ایک کر کے اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے یا ایک وجود ہو کر اپنا ایک وجود برقرار رکھنا ہے اور باقی رہنا ہے۔ کاش کہ اب بھی یہ لوگ اس بات کو سمجھ جائیں اور ایک ہو جائیں۔ حالت تو یہ ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ عمرے پر جانے والوں کو کہا جا رہا ہے کہ وہاں جا کر فلسطین یا اسرائیل کی جنگ کے بارہ میں کوئی بات نہیں کرنی۔ وہاں کی حکومت ویزا دیتے ہوئے یہ ہدایت کرتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مسلمان حکومت کی طرف سے انتہائی بزدلی کا اظہار ہے۔ بہرحال عمرے کی عبادت کا حق ادا کرنا چاہیے۔ اس دوران تو بہرحال کسی قسم کی ایسی باتیں نہیں ہوں گی لیکن مظلوم فلسطینیوں کے لیے دعا تو وہاں ضرور کرنی چاہیے۔ اور جانے والے کاش ان دعاؤں کو بھی یاد رکھیں۔

آج کل مسلمان حکومتیں بھی آواز اٹھاتی ہیں تو بڑی کمزور آواز ہے۔ بعض آوازیں اٹھی ہیں، اس سے زیادہ زور دار آواز تو بعض غیر مسلم لوگوں اور سیاست دانوں اور حکومتوں نے اٹھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں بھی جرأت اور حکمت پیدا فرمائے۔ یو این کے سیکرٹری جنرل بھی اچھا بولتے ہیں۔ آجکل تو وہ زیادہ اچھا بول رہے ہیں لیکن لگتا ہے ان کی آواز کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ لگتا ہے کہ اگر یہ جنگ مزید پھیل گئی اور عالمی جنگ کی صورت اختیار کر گئی تو اس کے خاتمے کے بعد یو این کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل دے۔ لگتا ہے کہ اب دنیا اپنی تباہی کو قریب تر لے کے آ رہی ہے اور اس تباہی کے بعد جو لوگ بچیں گے انہیں اللہ تعالیٰ عقل دے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا کریں اس کی طرف لوٹ کر آئیں۔ بہرحال ہمیں اس حوالے سے بہت دعائیں کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا پر رحم فرمائے۔ (آمین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہ اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔